امجد عباسی صاحب

الجزائر: ظلم کا سلسلہ کب تک؟

امت مسلمہ کا یہ کیسا المیہ ہے کہ اس کا ایک عضو اذیت اور تعذیب کا شکار ہو (اپنوں ہی کے ہاتھوں) اور امت کے باقی اعضا آرام واطمینان سے ہوں! الجزائر میں بے گناہ شہریوں کو ذبح کر کے ہلاک کرنے کے روح فرساواقعات اتنے تسلسل سے اخبارات میں شائع ہورہے ہیں کہ پڑھنے والوں کا احساس بھی کند ہوگیا ہے۔ یہ بات اب ثابت ہوچکی ہے کہ یہ کاروائی کرنے والے درحقیقت سرکاری ایجنسیوں کے افراد ہیں۔ فوجی کیمپوں کے پڑوس کی آبادیوں میں کاروائی ہوتی ہے، کوئی پکڑا بھی نہیں جاتا اور فوجیوں کے سامان میں نقلی ڈاڑھیاں بھی پائی جاتی ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ الجزائر کے تعذیب خانوں میں اسلام کا نام لینے والے بے گناہ مردوں اور عورتوں پر ظلم کے جو پہاڑ توڑے جارہے ہیں وہ ایک الگ کہانی ہے۔ اس کی تفصیلات پہلی بار مستند طور پر برطانیہ کے اخبار انڈی پنڈنٹ (۳۰ اکتوبر ۱۹۹۷ء) میں رابرٹ فسک (Robert Fisk) سامنے لایا ہے۔ کاش یہ خصوصی اسٹوری (Scoop) کوئی پاکستانی صحافی لاتا!

تفصیلات رونگٹے کھڑے کردینے والی ہیں۔ بیان کا یارا نہیں۔ خاتون پولیس کی ۳۰ سالہ دلیلہ خود ٹارچر کرنے میں شریک رہی ہے۔ اس کے دل میں ہمدردی کی کوئی رمق جاگی تو اس نے "گینگرین" کے شکار ایک ۵۵ سالہ مظلوم کو کچھ پنسلین فراہم کردی۔ اس جرم میں اس کے خلاف کاروائی کا آغاز ہوا تو وہ بچتی بچاتی، لندن پہنچی۔ اب وہ ڈراؤنے خواب دیکھتی ہے ار ماہر نفسیات کے زیرعلاج ہے۔ دلیلہ کا کہنا ہے: "وہ ٹارچر کرتے تھے۔ میں دیکھتی تھی۔ معصوم نوجوانوں کو جنگلی جانواروں کی طرح ٹارچر کیا جاتا تھا۔ میں کیا کرتی، میں نے خود یہ ٹارچر سیشن دیکھے۔ وہ لوگوں کو رات ۱۱ بجے قتل کرتے تھے، جن کا کوئی قصور نہ تھا۔ جنہوں نے کسی کا کچھ نہ بگاڑا ہوتا۔ ان کے مخالف بس یہ اطلاع دیتے ہیں کہ یہ دہشت گرد ہے اور اس شخص کو گرفتار کر کے اذیتیں دے کر ہلاک کردیا جاتا ہے"۔ وہ کہتی ہے کہ اس نے خود کئی ماہ تک روزانہ ۱۲ کے حساب سے، ایک ہزار افراد کو ٹارچر کا شکار ہوتے دیکھا۔ کاروائی صبح ۱۰ بجے شروع ہوتی اور رات ۱۱ بجے تک شفٹوں میں جاری رہتی تھی۔ دلیلہ بتاتی ہے کہ میں نے ایک دفعہ افسر بالا حامد سے احتجاج کی کوشش کی:

"آپ کو ایسا نہیں کرنا چاہئیے ،وہ بھی مسلمان ہیں۔ مارنے سے پہلے کوئی ثبوت تو ہونا چاہئیے !" اس نے جواب دیا: "لڑکی ! پولیس میں تمھارا کام نہیں ہے۔ جس پر بھی شبہ ہو اسے ماردو۔ اسی طرح تمھارا پروموشن ہوگا"۔ دلیلہ نے فسک کو بتایا کہ Cavignac پولیس اسٹیشن کے تعذیب خانے میں روزانہ دس بارہ افراد ہلاک ہوجاتے تھے۔ وہ پکارتے تھے کہ "اللہ کے لیے ،ہم نے کچھ نہیں کیا۔ ہم سب ایک ہیں۔ تمھاری طرح مسلمان ہیں" لیکن جلادوں پر کوئی اثر نہ ہوتا تھا۔ انھیں نیم عریاں یا عریاں کرکے ٹکٹکی پر باندھ کر ناقابل بیان اذیت دی جاتی تھی۔ منہ میں پانی کا پائپ باندھ کر اتنا پانی بھرنا کہ پیٹ پھٹ جائے ، خواہ ہلاکت واقع ہوجائے ،پسندیدہ ٹارچر تھا۔ کہتے تھے کہ دستخط کرو کہ تم نے فلاں فلاں کو قتل کیا ہے۔ بعض قیدیوں کے داڑھی ہوتی تھی، بعض کے نہیں بھی ہوتی تھی۔ دو دن میں ایک دفعہ روٹی دی جاتی تھی۔ پولیس کا اعلیٰ افسر حکم دیتا کہ ان کی "مہمان داری" کی جائے اور ٹارچر کا عمل شروع ہوجاتا تھا۔

دلیلہ نے بتایا کہ خواتین قیدیوں کو Chateanuet پولیس اسٹیشن کے ایک خاص حصے میں لے جایا جاتا جسے "جرائم کے خاتمے کی قومی تنظیم" کا نام دیا گیا تھا۔ یہاں خفیہ پولیس والے صرف خصوصی پاس پر داخلے کی اجازت دیتے تھے۔ بڑے افسر ہی یہاں جاپاتے تھے۔ بالآخر یہاں بھی قتل کیا جاتا تھا۔ فسک لکھتا ہے کہ اینڈپنڈنٹ نے شہادتیں جمع کی ہیں۔ کہ الجزائر میں فوج کی حمایت سے قائم حکومت کی پولیس نے تقریباً بارہ ہزار شہریوں کو گھروں سے اٹھاکر غائب کردیا ہے۔ سیکورٹی فورس کے کچھ لوگوں نے برطانیہ میں پناہ لیکر واقعات بیان کئے ہیں۔ کہ کس طرح سرکاری سرپرستی میں بڑے پیمانے پر ٹارچر کی کاروائیاں (Mass torture) چار سال سے جاری ہے۔ ناخن اکھاڑے جارہے ہیں ، تیزاب بھرے کپڑوں سے دم گھوٹا جارہا ہے ، پیٹ میں پانی بھرا جارہا ہے ، خواتین کو گینگ ریپ کا شکار بنایا جارہا ہے۔ جب کوئی "غائب" (Disappeared) کردیا جاتا ہے تو اس کے رشتہ دار دو ، تین ماہ پولیس اسٹیشن کے چکر کاٹتے ہیں۔ اور پھر صبر کرلیتے ہیں۔ اور جان لیتے ہیں کہ ان کا عزیز انسانی حقوق کے علمبردار ، مہذب ، مغرب کی حمایت سے قائم فوجی حکومت کی نظر ہوگیا ہے۔ ایک تیس سالہ فوجی کا بیان ہے کہ اس نے ایک قتل گاہ میں افسروں کو "اسلامسٹ" قیدیوں کی ٹانگوں اور پیٹ میں ڈرل کے ذریعے سوراخ کرتے دیکھا۔ انسپکٹر عبدالسلام جو ائیرپورٹ کے قریب دارلبیدہ پولیس اسٹیشن کا انچارج تھا ، بتاتا ہے کہ "قیدیوں کو تیزاب پینے پر مجبور کیا جاتا تھا یا چہرے پر کپڑا ڈال کر تیزاب چھڑک دیا جاتا تھا۔"

۲۶ سالہ وکیل محمد طاہری نے مظلوموں کی داد رسی کو اپنی زندگی کا مشن بنایا ہے۔ اس کی

فائلوں میں بے شمار تصاویر اور مستند معلومات موجود ہیں ۔ وہ خود بھی ہر وقت "غائب" کیے جانے کے خطرے میں ہے ۔ اس نے بتایا کہ ۲۳ سالہ ناعمہ اور ۲۹ سالہ نجوعہ بوتلامہ دو بہنیں تھیں ۔ دونوں اس عدالت میں کلرک تھیں ۔ جس کا جج بد قسمتی سے ان مشتبہ اسلامسٹوں کی فہرست کی تفتیش کر رہا تھا جو سویس ایجنٹوں نے تیار کی تھی اور ایک سویس اہلکار نے الجزائری خفیہ پولیس کو فروخت کی تھی ۔ دونوں کو سرکاری ایجنٹوں نے اغوا کیا ۔ ۲۸ سالہ آمینہ بسلیمان کا قصور یہ تھا ۔ کہ اس نے تباہ حال عمارتوں اور قبرستانوں کی تصاویر لی تھیں ۔ تاکہ شہریوں کے خلاف حکومت کے تشدد کا ثبوت فراہم ہو ۔ اس کو ۱۳ دسمبر ۱۹۹۴ء کو گرفتار کیا گیا اور پھر نہیں دیکھا گیا ۔ اس کی والدہ کو کہا گیا کہ اب اسے دیکھنے کی امید نہ رکھے ۔

فسک نے لکھا ہے کہ جب بھی طاہری تہی تصویر مجھے دکھانے کو نکالتا ہے تو میری نظر درجنوں تصاویر پر پڑتی ہے ۔ جوان ، بوڑھے ، لڑکیاں ، داڑھی والے ، بے داڑھی والے ، سب مشتبہ اسلامسٹ ۔ ۴۷ سالہ احمد عبود ان میں سب سے بڑا ہے اور ۱۰ سالہ ابراہیم سب سے چھوٹا ہے ۔ سعیدہ خروعی ، جس کے بال ڈیانا جیسے ہیں ، ایک اسلامی گروپ کے مطلوب فرد کی بہن تھی ۔ اس سال ، مئی کو اسے غائب کر دیا گیا ۔ تشدد سے اس کے پاؤں کی ہڈیاں ٹوٹنے کا معلوم ہوا ہے ۔ ٹارچر کے ان ناقابل یقین واقعات کا اس بیسویں صدی میں نہ ختم ہونے والا سلسلہ جاری ہے ۔ یہ وہ ہے جو سامنے آگیا ہے ، جو نہیں آیا وہ معلوم نہیں کتنا ہے ۔ مسلم ممالک کے عوام کے ساتھ انکی ناجائز حکومتیں یہ سلوک کرنے میں کیوں کامیاب ہیں ؟ پہلے انکے جمہوری فیصلے کو مسترد کیا جاتا ہے ۔ اور پھر فوجی جنرلوں کا ٹولہ ریاست کی مشینری کو اسلام کا نام لینے والوں کا نام ونشان مٹانے کی بر خود غلط پالیسی پر عمل میں لگانے میں کامیاب ہوتا ہے ۔ یقیناً مغرب قصوروار ہے کہ ان ظالموں اور جابروں کے سر پر ہاتھ رکھتا ہے ، لیکن امت مسلمہ کے بیدار عناصر ، کیوں سب کچھ خاموشی سے برداشت کرتے ہیں ؟

مجھے ایک مقرر کی یہ بات یاد آتی ہے کہ جب تک آپ دوسرے پر ظلم کو اپنے پر ظلم نہ سمجھیں گے ، ظلم کا سلسلہ نہ رکے گا ۔ اگر جمال عبدالناصر کو اخوان پر ظلم نہ کرنے دیا جاتا ، تو عالم اسلام میں ان قصائیوں کی حکمرانی کے راستے بند ہوجاتے ۔ اگر آج الجزائری حکومت کے ان مظالم کو ہم اپنے پر ظلم سمجھیں تو بہت سے راستے موجود ہیں ۔ ۵۰ کے عشرے میں تو رسل ورسائل کا یہ دور نہ تھا جو آج ہے ۔ کیا یہ المیہ نہیں کہ ایک اور اسلامی ملک میں ۴ سال سے جاری اس سلسلہ تعذیب کی خبر ہمیں ایک مغربی نامہ نگار دے رہا ہے ! کیا دنیا بھر کے "اسلامسٹ" الجزائری حکومت کو دنیا میں نکو نہیں بناسکتے کہ مغرب کیلئے اسکی سرپرستی ناممکن ہوجائے ۔ (بحوالہ ترجمان القرآن)